السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حدیث : ''أنا من نوراللہ،، وحدیث : ,,لولاک لما خلقت الأفلاک،، صحیح ہے یا ضعیف ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

دونوں حدیثیں بے اصل ہیں۔ پہلی حدیث کی بابت حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ''لا اعرفہ،،تذکرۃ الموضوعات ص 84 اس حدیث کے موضوع ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آں حضرت ﷺ کے نور خدا سے پیدا ہونے کا اگر یہ معنی ہے کہ آپ ﷺ کا نور، اللہ کے نور کا عین وکل ہے، تو آں حضرت ﷺ کا خدا ہونا لازم آئے گا۔ اور اگر یہ مطلب ہے کہ نور، خدا کے نور کا جزو ہے، تو خدا کی تجزی اور انقسام لازم آئے گا اور اگر یہ مطلب ہے کہ اللہ کا نور، آں حضرت ﷺ کے نور کا خالق ہے۔ تو یہ بھی غلط ہے، کیوں کہ آپ ﷺ کی پیدائش نور سے نہیں ہے بلکہ مٹی سے ہے، اور سب کو معلوم ہے فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔ اور آں حضرت ﷺ کے فرشتہ ہونے کی نفی خود قرآن میں موجود ہے : ''ولا اقول انی ملک، (الانعام : 5) اور ہر شخص یہ بھی جانتا ہے کہ آپ ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے۔ پس آں حضرت ﷺ کے نور کے بجائے مٹی سے پیدا ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا مروی ہے : ''خلقت الملئکة من نور، وخلق الجان من نار، وخلق آدم مما وصف لکہ،، (مسلم : 2996، 4/294).

دوسری حدیث کے متعلق علامہ صنعانی فرماتے ہیں : ''موضوع،، (تذکرۃ الموضوعات ص : 86، الفوائد المجموعۃ للشوکانی : ص 182، الموضوعات الکبیر للقاری الحنفی ص : 59) اور تقریبا اسی مضمون کی دیلمی اور ابن عساکر نے بالترتیب یوں روایت کیا ہے : ''عن ابن عباس موفوعا : أتاني جبریل، فقال : یا محمد! لولاک لما خلقت الجنة ولولاک ما خلقت النار،، وفي روایة ابن عساکر : لولاک ما خلقت الدنیا،، مگر مسند الفردوس دیلمی کی اور ابن عساکر نے سرو پا روایات سے پُر ہیں اس لیے ان پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ (علامہ محمد ناصر الدین البانی سلسلة الاحادیث الضعیفة (1،282 299-300) میں فرماتے ہیں.

-------وأما قول الشیخ القاري (67-68) لکن معناہ صحیح، فقد روي الدیلمی

فأقول : الجزم بصحة معناہ، لا یلیق إلا بعد ثبوت ما نقلہ عن الدیلمی، وہذا مما لم أر أحدا تعرض لبیانہ، وأنا وإن کنت لم أقف علی سندہ، فإني لا اتردد في ضعفہ، وحسبنا في الدلیل علی ذلک تفرد الدیلمی بہ، وأما روایة ابن عساکر، فقد أخرجہا ابن الجوزي ایضا في حدیث طویل عن سلمان مرفوعا، وقال : إنہ موضوع، وأقرہ السیوطی في اللآلئ (1/272) ثم وجدتہ من حدیث أنس وسوف نتکلم علیہ،، ان شاء اللہ,)

(محدث دہلی ج : 9 ش : 7 شوال 1336 نومبر 1941ء)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 103

محدث فتویٰ